الحکم کی تمام جلدوں میں شمارہ نمبر 27 کے 1 تا 8 صفات

کے بعد شمارہ نمر 28 کے 9 تا 16 صفات مجلد ہیں۔

شمارہ 28 کے پہلے آٹھ صفات نہیں ملے

استفسار اور اُن کے جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی ونسلم علیٰ رسولہ الکریم واٰلہ الطیبین الطاہرین۔

آپ کا خط مولوی صاحب نے مجھے بنا بر جواب دیا۔ جو سوالات آپ پر کسی نے کئے ہیں اُن کے جواب حسب ذیل ہیں۔

سوال اول ـ مرزا صاحب نے جو دعوے کیا ہے اور اس کے متعلق جو کامیابی ہے وہ تمام عالم پر اظہر من الشمس ہے۔ اس قدر روپیہ جو قوم سے وصول ہوتا ہے اس سے کونسا اہم اور مفید کام ہوا جس پر ہم دیگر فرقہائے اہل اسلام پر فخر کر سکیں۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض بھی عجیب آدمی ہے خود چار لاکھ کا داخل بیعت ہونا مانتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ کیا اہم کام ہوا۔ شاید سنت اللہ سے بے خبر ہے سنت اللہ ارسال رسل میں یہ ہے کہ مامور کے وقت میں اسقدر تخم ریزی ہو جاوے کہ اس تعلیم کا دُنیا سے اُٹھ جانے کا احتمال نہ رہے۔ نہ یہ کہ ساری کی ساری قوم مامور کی زندگی میں ہی تابع ہو جاوے۔ مثلاً دیکھو حضرت نوح کے ساتھ وقت طوفان کتنے مسلمان تھے اللہ جلشانہ فرماتا ہے وما اٰمن معہ الا قلیل ۱۲ (کچھ تھوڑے ہی ایمان لاچکے تھے) حالانکہ ساڑھے نوسو سال تبلیغ کی گئی۔ حضرت لوط کی قوم پر جب عذاب آیا تو اُس وقت بھی فما وجدنا فیہا غیر بیت من المسلمین ۲۷ (صرف ایک ہی گھر مسلمانوں کا اس گانوں میں تھا) حضرت مسیح کی ہجرت کے وقت صرف چند حواری ہی تھے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں صرف بعض حصہ ملک عرب فتح ہوا۔ حالانکہ حضرت افضل الانبیا اصفی الاصفیا صلے اللہ علیہ وسلم قیامت تک ساری زمین کے ہادی تھے۔ مگر آج روئے زمین پر کوئی ملک بھی اسلام سے خالی ہے۔؟ ہرگز نہیں۔ غرض انبیاے مامورین کا کام یہ ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں ہی ان کی تعلیم کا کھیت خوب مضبوط ہو جاوے۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاستغلظ فاستویٰ علیٰ سوقہ ۲۶ اس کا تنہ خوب مضبوط ہو کر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا مگر یہ علامت مامور کی آخری زندگی کے وقت کی ہے۔ پس سایل چار لاکھ تو مانتا ہے اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات ابھی زندہ ہیں ان کی زندگی کا حال اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کتنی باقی ہے۔ مگر اس وقت بھی آپ کی تعلیم کا اثر یورپ۔ امریکہ۔ افریقہ ایشیا وغیرہ تمام براعظموں تک پہنچ چکا ہے اور ترقی روز افزوں ہو رہی ہے۔ دوسرا قاعدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کام تدریجی ہوتے ہیں۔ بھان متی کا کھیلا نہیں کہ اسی وقت ہتھیلی سے نکال کر تماشا دکھا دیا۔

تیسرا۔ سچی تعلیم کا اثر ابتداءً بہت دھیما ہوتا ہے اور جیسے جیسے ترقی ہوتی ہے اُس کی ترقی کی چال بھی تیز ہوتی جاتی ہے مثلاً حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابتدائی مکی زمانہ تیرہ سال میں صرف ۸۳ یا کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے مگر بعد ہجرت صرف ایک ہی سال میں اتنے آدمی مشرف باسلام ہوئے کہ ۳۱۳ جنگ بدر میں بھی حاضر ہو سکے۔ پھر بعد اس کے عرصہ آٹھ سال میں اس قدر اسلام پھیلا کہ صرف فتح مکہ پہ دس ہزار فوج آ گئی پھر انتقال حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت عرب قریباً مسلمان ہو چکا تھا جو لاکھوں ہونگے۔ اللہ تعالیٰ نے سچی تعلیم کی مثال درخت سے دی ہے جیسے فاستغلظ فاستویٰ اور کلمۃ طیبۃ کشجرۃ طیبۃ ۱۳ درخت کا ابتدائی نشوونما کیسا دھیما ہوتا ہے مثلاً ایک دو پتے ابتداً نکلتے ہیں پھر تیسرا پھر تین کے ساتھ تین اور اب چھ ہو گئے پھر چھ کے ساتھ چھ اور علیٰ ہذا القیاس پھر کوئی شمار بھی نہیں کر سکتا کہ آج کتنے نکلے اور کل کتنے۔ اصل اعتراض سایل کا چندہ پر معلوم ہوتا ہے۔ مگر چندہ بھی کوئی بات نہیں اور نہ اعتراض چندہ کوئی نئی بات ہے۔

چندہ کا تو یہ حال ہے کہ قرآن مجید میں شروع ہوتے ہی شرایط تقویٰ میں تیسری شرط چندہ ہی ہے ومما رزقناہم ینفقون۔ (ہمارے دئے سے کچھ خرچ بھی کرتے ہیں) بلکہ ہم اگر اس سے بھی پیچھے چلے جاویں تو ام القرآن (سورہ فاتحہ) میں سب سے مقدم اسماے حسنیٰ سے اسم رب کو ہی رکھا ہے اور باقی قرآن مجید کے اگر حوالے دئے جاویں تو یہ خط بڑی کتاب بن جاتا ہے۔ مگر اتنا لکھ دینا ضروری ہے کہ قرآن مجید میں چندہ دینے کا حکم صلوٰۃ کے حکم کے ساتھ ہی ہر جگہ کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام اعمال سے افضل بعد صلوٰۃ چندہ ہی بہت موکد اور ضروری حکم ہے۔

یہاں تک کہ التحیات میں بھی والصلوات کے بعد والطیبات ہی لگایا گیا (صلوٰۃ عبادات بدنی طیبات عبادات مالی) تاکہ اگر کوئی مسلمان قرآن مجید نہیں جانتا تو نماز تو ہر ایک مسلمان پر فرض ہے۔ دوسرا قرآن مجید ہر وقت نہیں پڑھا جاتا مگر نماز تو ہر مسلمان۔ بہر حال پانچ وقت پڑھتا ہے لہٰذا نماز میں اس کو یاد دہانی کرائی گئی جو ہر روز تخمیناً بتیس چھتیس دفعہ اس کی زبان پر جاری ہوتی ہے گویا کم سے کم بتیس چھتیس دفعہ ہر روز اللہ تعالیٰ چندہ دینے کی تاکید فرماتا ہے۔

چندہ ..... نہ دینے والوں کا ذکر دوسرے رکوع میں ہی ابتدائے قرآن مجید میں بیان فرمایا جہاں منافقوں کی علامات بیان فرمائیں گویا چندہ نہ دینے والوں کو منافق فرمایا وما یخدعون الا انفسہم ۱۲ چندہ دینے سے رک جانے اور ممسک بننے کا وبال خود انہیں پر ہی پڑیگا۔ پھر فرمایا یقولون لا تنفقوا علیٰ من عند رسول اللہ ۲۸ منافق کہتے ہیں صحابہ پر مت خرچ کرو۔ ایک جگہ فرمایا ویقبضون ایدیہم ۱۰ منافق اپنے ہاتھوں کو دینے سے بند رکھتے ہیں بلکہ کراہت سے چندہ دینے والوں کو بھی منافق قرار دیا ولا ینفقون الا وہم کارہون ۱۰ منافق خوشی سے خرچ نہیں کرتے بلکہ کراہت سے کرتے ہیں۔ معترضین چندہ کو ملعون فرمایا لقد سمع اللہ قول الذین قالوا ان اللہ فقیر ونحن اغنیاء ۴ ید اللہ مغلولۃ غلت ایدیہم ولعنوا بما قالوا ۶ (اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کی بات سُن لی ہے جو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نعوذ باللہ محتاج ہے اور ہم مالدار۔ اس واسطے اللہ تعالیٰ کا ہاتھ دینے سے رکا ہوا ہے۔ ہاتھ اُنہیں کے رُکے رہیں اور ایسے اقوال کے سبب ملعون ہو جاویں) اسی طرح چندہ دینے والوں کی تعریف میں چندہ دینے کی ترغیب بکثرت بیان فرمائی۔ اگر معترض کو چندوں پر اعتراض ہے تو اس کو بہت جلد توبہ کرنی چاہئے کہ یہ اعتراض تو اسلام پر بھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ خاص اللہ جلشانہ پر جا پڑتا ہے۔ صادق کی علامتوں سے یہ ایک بڑی بھاری علامت ہے کہ جو اعتراض اس کی تعلیم پر کیا جاوے وہ ضرور انبیا پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر جا پڑتا ہے۔

چار لاکھ سے زیادہ مہمان آئے تو اُن کے لئے کھانا و دیگر لوازم مہمانداری اور اشتہارات وکتب جو مفت جاتے ہیں بلکہ محصول ڈاک بھی خرچ ہوتا ہے چار لاکھ اور اس کے علاوہ مذبذبین مولفۃ القلوب وغیرہ معترضین کی طرف خطوط خرچ مدرسہ ابناء السبیل مہاجرین اصحاب الصفہ کا ہر طرح کا خرچ یہ کل روپیہ کہاں سے آتا ہے بلکہ مدرسہ میں یتامیٰ ومساکین کی پرورش بھی اسی چندہ سے ہوتی ہے۔ ان کو روپیہ کہاں سے آتا ہے یہی روپیہ ہے کیا یہ اہم کام اور کامیابی جو اس وقت تک اشاعت اسلام کی حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات نے کر کے دکھائی ہے کوئی فرقہ اہل اسلام بلکہ غیر اہل اسلام بھی اپنے مقتدا کا اس کی زندگی میں سوائے حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دکھا سکتا ہے ہرگز نہیں۔

سوال دوسرا ـ دو یا چار لاکھ مسلمانوں کا مرزا صاحب کو تسلیم کرنا مرزا صاحب کو حضرت مخبر صادق

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا بروز ثابت نہیں کرسکتا کیونکہ آں جناب کو جو کامیابی ہوئی اس کو مرزا صاحب کی کامیابی سے کیا نسبت - چہ نسبت خاک را با عالم پاک

جواب - وباللہ التوفیق - شاید سایل نے بروز کے معنے یہ سمجھے ہیں کہ بروز اور اصل دونوں بعینہ ہر ایک کام میں یکساں ہوتے ہیں یہ خیال غلط ہے - مساوات نہیں ہوتی اور ہرگز نہیں ہوتی - حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب الشریعت ہیں ۴ (اور حضرت امام کا صاحب شریعت نہیں +) بلکہ اسی شریعت کے تابع و خادم ہیں اسی واسطے غلام احمد نام ہے ورنہ احمد نام ہوتا کیا غلام اور آقا دونوں مساوی ہوا کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں - دوسرا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جامع جمال و جلال تھے مکی زندگی حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی جمالی تھی مگر مدنی زندگی جلالی بھی تھی اور حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام صرف جمالی رنگ میں ہی مبعوث ہوئے یہاں تک کہ ابتدائے بعثت سے آج تک صدہا رسایل و کتب و اشتہارات میں جہاد کی ممانعت کو دلایل قرآنی و حدیثی سے ثابت کر کے شایع کیا - ہاں بروز کا یہ مطلب ہے کہ جیسے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم تمام روئے زمین کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے تھے اسی طرح حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت بھی عام ہے - اور جیسے حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین تھے یعنی آپ کے بعد کسی نبی کو بلا واسطہ فیضان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت نہیں مل سکتی - اسی طرح حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام خاتم الخلفاء ہیں - آج کے بعد زمانہ تک کسی کو منصب خلافت بلا واسطہ فیضان حضرت امام سے عطا نہیں ہوگا -

دوسرا حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام والبرکات کی کامیابی خواہ کتنی ہی ہو حضرت امام کی اپنی کامیابی نہیں - بلکہ وہ تو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کامیابی ہے بلکہ جس قدر کامیابیاں آج تک اسلام کے مجددین کی معرفت اسلام میں ہوئی ہیں مع ان تمام کامیابیوں کے جو آج تک مرزا صاحب کو ہوئی ہیں یا آیندہ ہونگی یا آیندہ قیامت تک کسی خلیفہ کو ہوں گی وہ سب کامیابیاں حضرت خیر الورا صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہیں - اس لئے یہ کہنا صحیح ہے کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کامیابی ہوئی یا ہوگی اس کے ساتھ مرزا صاحب کی کامیابی کو کیا نسبت -

بروز ثابت کرنے کے لئے تعداد تابعین کا ثابت کرنا ضروری نہیں - یہ معترض کی غلط فہمی ہے - معترض نے کہا ہے کہ دو چار لاکھ مسلمان تابع ہو گئے یہ غلط ہے بلکہ اول تو قریب برس کے ہو گیا کہ یہ تعداد تھی اب اور بھی بہت بڑھ گئی ہے - دوسرا صرف مسلمان ہی اس میں داخل نہیں ہوئے بلکہ مسلمان - سکھ - آریہ - عیسائی - یہود - ہندو وغیرہ بھی داخل ہوئے - مگر مسلم کی حدیث میں ہے کہ ایک نبی ایسا بھی ہوا جس کے ساتھ ایک بھی تابع ہی نہ ہوگا - پھر حضرت نوح حضرت لوط حضرت مسیح کی کامیابیوں کو دیکھو بلکہ حضرت نوح کی کامیابی وما آمن معہ الا قلیل اور اس کے مقابل ان کی عمر فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما (۲۹/۱۴) (اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے) کو دیکھو پھر کامیابی کا موازنہ کرو کیا معترض کے نزدیک وہ نبی تھے یا نہیں اور ان سے کوئی اہم کام ہوا یا نہیں - دیکھو یہ علامت صداقت ہے اعتراض معترض کا کہاں جا پڑا - ۴۴

جواب - اسلام میں جبر و اکراہ نہیں لا اکراہ فی الدین (۲/۳) تبلیغ کا کام جیسا چاہیے برابر جاری ہے - کسی کے مرتد ہونے پر اس کے پیچھے پڑ جانا یا مامورین کی سنت نہیں - کیا حضرت موسیٰ قارون کے پیچھے پڑ گئے تھے - جب وہ مرتد ہوا تھا - حال آنکہ وہ تو حضرت موسیٰ کے پاس موجود بھی تھا کیا حضرت مسیح یہودا اسکر یوطی کے پیچھے پڑے تھے جس نے تیس درم لیکر حضرت مسیح کو گرفتار کرا دیا تھا - کیا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کاتب الوحی مرتد ہو گیا تھا کے پیچھے پڑے تھے حال آنکہ وہ مدنی زندگی یعنے جلال کا زمانہ بھی تھا - کیا منافقین مدینہ جو ہر وقت مجلس نبوی میں آتے رہتے تھے - اور اصل میں مرتد تھے ان کا پیچھا کیا گیا - ایسی مثالیں اور بھی بہت ہیں جن کے بیان سے بہت طول ہو جاتا ہے -

غرض تبلیغ عام ہوتی ہے خاص نہیں ہوتی خاص تبلیغ سے اللہ تعالیٰ نے انک لا تھدی من احببت (۲۸/۵۷) (تو جس کو چاہے ہدایت پر چلا نہیں سکتا) کہکر منع فرما دیا ہاں جو خود سوال کرے اس کا جواب دینا یا اس کو سمجھانا تبلیغ ہوتی ہے - تو معترض کا یہ حکم الٰہی و سنت اللہ کے موافق لیا گیا وہ تو بہر حال حلال ہے - معترض کی تحریم سے حرام نہیں ہو سکتا -

سوال چوتھا - غرض مرزا صاحب کی بعثت سے اسلام کو کوئی دینی اور دنیوی فایدہ نہیں ہوا -

جواب - یہ فقرہ بھی عجب ہے خود چار لاکھ کے تابع ہونے کا جو قایل ہے یہ خود ہی منکر بھی ہے - شھدوا علی انفسھم انھم کانوا کاذبین (۶/۱۳۱) (اپنے جھوٹ پر خود شہادت دینگے)

سوال پانچواں - حضرت رسول مقبول محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسی کا یہ اثر تھا کہ حضرت عمر جیسے زبردست انسان جو قتل حضرت کے واسطے آئے مشرف باسلام ہوئے مگر یہاں عبدالحکیم جیسے مخلص مرید جو ہزار ہا روپیہ اشاعت احکام الٰہی میں صرف کرتے رہے علیحدہ ہو گئے -

جواب - معترض خود لکھ چکا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نسبت مساوات نہیں اور فی الواقعہ کوئی نسبت مساوات نہیں اور ہرگز نہیں تو پھر معلوم نہیں کہ یہ اعتراض معترض نے کیوں کیا یہ اعتراض تو دعوے مساوات پر ہونا چاہیئے نہ دعوے غلامی و خاکپا ہونے پر - دوسرا چونکہ حضرت امام بروز احمد ہیں اس لئے یہاں بھی بہت لوگ بنا بر مقابلہ آئے اور مشرف بہ بیعت ہوئے - گر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ - مگر یہ قوت قدسی بھی حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ہے کیونکہ ان کے بروز سے یہ قوت قدسی ظاہر ہوئی نہ مرزا صاحب کی اپنی ذاتی - مگر اس قسم کا اسلام لانا یا نہ لانا کسی امور کی سچائی یا ناراستی کا معیار نہیں ہو سکتا دیکھو ابوجہل عتبہ شیبہ ولید ربیعہ وغیرہ کفار بارہا حضور کے دربار میں حاضر ہوئے - پھر جنگ کے لئے بھی بدر میں گئے مگر اسلام سے محروم ہی رہے - دیگر کسی مرید کا مرتد ہونا یا نہ ہونا مرشد کی سچائی یا ناراستی کی علامت نہیں کیا ارتداد قارون یہودا اسکر یوطی اور حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب الوحی بلکہ کل منافقین کا ارتداد جو بظاہر مسلمان تھے بلکہ کل عرب کا مرتد ہونا اور بعض صحابہ جو حبشہ کو ہجرت کر کے گئے تھے ان سے بعض مرتد ہو گئے حال آنکہ محض اسلام کے لئے انھوں نے وطن کو چھوڑا تھا ان کا ارتداد ان مرسلین صلوات اللہ سلامہ والبرکات علیہم کی سچائی پہ کوئی بٹہ لگا سکتا ہے - ہرگز نہیں عبدالحکیم خان کے احکام الٰہی پر ہزار ہا روپیہ کے خرچ کا ثبوت معترض کے ذمہ ہے -

سوال چھٹا - مرزا صاحب کو اس امر کے ثبوت کے واسطے کہ مسیح موعود حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں ہونگے بلکہ کوئی دوسرا شخص ہوگا - معجزات انبیاء علیہم السلام کی تاویلات کرنی پڑیں - احیاء اموات کا انکار - معراج شریف کی تاویل بلکہ دوسرے معنوں میں انکار - قرآن شریف کی بہت سی آیات کی تاویلات بعید از قیاس سے ایک طالب حق مطمئن نہیں ہو سکتا -

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اللہ تعالیٰ سے سوال نسبت احیاء موتی اور اس کا جواب - سوال تو یہ تھا کہ مردے کس طرح زندہ ہوتے ہیں - جواب ہلائے ہوئے جانور لا

سوال ساتواں - [illegible]

سے دیا گیا جزءً آگے لفظ سے ظاہر ہے کہ زندہ جانور کے ٹکڑے بغیر حلال کرنے کے کس طرح ہو سکتے ہیں۔ یہاں اور ہی تاویل کی گئی ہے۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض کو چاہیئے تھا کہ معجزات انبیا کی تاویل کی کوئی نظیر پیش کرتا اور مرزا صاحب کی تاویل کے برخلاف اس کا ثبوت قرآن مجید وحدیث صحیح سے دیتا اسی طرح انکار احیاء موتی پر اور معراج شریف کے انکار پر مرزا صاحب کا کلام پھر اس کی تردید بیان کرتا تو اس کا جواب دیا جاتا۔ اب ایسے مہمل اعتراض کا کیا جواب دیا جاوے۔ جو صرف دعوے بلا دلیل ہے۔ حضرت ابراہیم کے سوال پر معترض کہتا ہے فَصُرْهُنَّ کے معنی ہلا دینے ہو کر دیئے گیا یہ معنے لغت کے خلاف کئے یا کسی تفسیر میں نہیں لکھے بلکہ ضرور لکھے ہیں دیکھو فصرھن اختلفت القراء فی قراءۃ ذلک۔ فقراءۃ عامۃ اہل المدینۃ والحجاز والبصرۃ بضم الصاد من قول القایل صرت ہذا الامر اذا املت الیہ ویقال انی الیکم لاصور ای مشتاق مایل.... فمعنی قولہ فصرھن الیک اضممھن الیک ووجھھن نحوک کما یقال صر وجھک الیّ ای اقبل بہ الیّ تفسیر ابن جریر جلد ۳ صفحہ ۳۳ اس میں قاریوں کا اختلاف ہے مگر عام اہل مدینہ وحجاز وبصرہ صاد کے رفع (پیش) سے ہی پڑھتے ہیں اور پنجاب وہندوستان میں بھی یہی قراءت ہے صُرت ہذا الامر اس وقت کہتے ہیں جب اس کام کی طرف توجہ کریں انی الیکم لاصور بولتے ہیں تو اس کے معنے کرتے ہیں۔ میں تمہاری طرف مشتاق اور مایل ہوں۔ پھر اس لغت کی شہادت کے لئے دو شاعروں کے شعر لکھکر کہتا ہے کہ حاصل کلام صُرْہُنَّ کے معنے ہوئے اپنی طرف ان کو جمع کر اور متوجہ کر اپنی طرف جیسے کہا جاتا ہے صُر وجھک الیّ اس کے معنے ہیں اپنا مونہ میری طرف کر تفسیر حسینی میں لکھا ہے پس جمع کن ایشاں را بطرف خود۔ فصرھن۔ اَملھن تفسیر مظہری صفحہ ۲۸ و نیشاپوری جلد اول صفحہ ۲۴۸ فصرھن واملھن واجمعھن فتح البیان جلد اول صفحہ ۳۴۸ او لقھن تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۵۸ حن بن عباس من طریق العوفی فصرھن او ثقھن تفسیر درمنثور جلد اول صفحہ — احادیث کا بھی کچھ حوالہ بطور نظیر لکھدیتا ہوں فی صفۃ مشیۃ صلے اللہ علیہ وسلم کان فیہ شیء من صور ای میل۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال میں کسی قدر میلان تھا جھکنے کی طرف مجمع البحار صفحہ ۲۷۱ اس کے سوا وہاں اور بھی بہت سی احادیث کے حوالجات ہیں اب دیکھو وہ جواب

اللہ تعالیٰ کا کیسا باصواب ہے کہ پرندے چند روز تیرا رزق (جو وہ بھی اصل میں میرا ہی ہے) کھا کر تیرے بلائے آجاوینگے تو کیا ارواح جو میری مخلوق اور میرے رزق سے دائمی پرورش پاوینگے نہ آئیں گے؟۔ ضرور آوینگے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم صرف اسی دلیل سے سمجھ گئے اور وہ کام نہیں کیا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے اس کام کا کرنا بیان نہیں فرمایا۔

دوسرا حضرت ابراہیم نے رویۃ کے لفظ سے سوال کیا جو دیکھ ہے اس کے معنے سمجھنے کے بھی ہیں جیسے الم ترالی الذین خرجوا من دیارھم [۱] یہ واقعہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صدہا سال اول کا ہے اور اس کے معنی رویا میں دیکھنے کے بھی ہیں جیسے وقال الملک انی اری سبع بقرات [۲] بادشاہ مصر نے کہا میں نے رویا میں دیکھا ہے۔ آنکھ سے دیکھنے کا تو ان کا سوال ہی نہ تھا جزو کہتے ہیں ایک حصہ کو۔ چار جانوروں کا نصف حصہ ہوتا ہے دو جانور اور چارم حصہ ہوتا ہے ایک جانور اگر ان کا ٹکڑے ٹکڑے کرنا مقصود ہوتا تو اول قطعھن فرماتا پھر بجائے جزء کے قطعۃ فرماتا جزء سے ٹکڑے ٹکڑے ہونا کسی طرح نہیں نکلتا پس ثابت ہوا کہ ہر جانور کے ۴ حصہ سوائے ذبح کے بھی ہو سکتے ہیں۔ تیسرا آیت کا آخری حصہ صاف بتلاتا ہے کہ سوال حضرت ابراہیم صرف سمجھنے کے لئے ہی تھا اسی واسطے جواب کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے فاعلم ہی فرمایا یعنے اب تو سمجھ جا کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے اگر دیکھنے کا سوال ہوتا اور زندہ کر کر دکھانا جواب ہوتا تو اللہ تعالیٰ فرماتا فانظر کیا معنے اب دیکھ لے۔ فاعلم نہ فرماتا۔ اگر معترض اسی طرح دوسری تاویلات کی نظیر ابھی دیتا تو اس کو ان کا بھی جواب دیا جاتا۔ باقی رہا اطمینان کسی کا ہونا یہ فضل الٰہی ہے کسی انسان کا کام نہیں۔

سوال ساتواں۔ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ کے اور انہ لعلم للساعۃ کی تاویلات اپنے مطلب کے موافق کی گئی۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض نے سارے دعوے بے دلیل ہی بیان کئے اس کا فرض تھا کہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تاویلی معنے بیان کرتا پھر ان کی تردید کرتا پھر اپنے صحیح معنے بیان کرتا تو اسکا سوال قابل جواب ہوتا۔ مگر تاہم میں ان دونوں آیتوں کے معنے لکھدیتا ہوں اسپر جو معترض کو اعتراض ہو کرے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ جواب دیا جاوے گا۔ پہلی آیت شریفہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح کے صلیب پر قتل نہ ہونے کا بیان فرما کر۔ اور دعو

یہود (کہ ہم نے حضرت مسیح کو قتل کر ڈالا) کی تردید کر کر فرماتا ہے کہ اہل کتاب کا اپنی زندگی میں یہی یقین ہے کہ حضرت مسیح مقتول ہوئے اور یہ یقین ان کا ان کے مرنے سے پہلے تک ہی رہے گا۔ دوسری آیت کے معنے ہیں بے شک یہ قرآن کریم بڑا علم ہے قیامت کے لئے کیا معنے ثبوت قیامت قرآن کریم میں مدلل و مفصل بیان کیا گیا۔ اگر انہ کی ضمیر مسیح کی طرف بھی پھیری جاوے۔ تب بھی حیات مسیح ثابت نہیں ہوتی پھر یہ معنے ہیں کہ حضرت مسیح علم ہیں قیامت کا یعنے ثبوت قیامت بیان کریں گے۔ آیت شریفہ میں لعلم ہے لعلم نہیں۔ علم بمعنے علامت کسی لغت میں نہیں [۴]

سوال آٹھواں۔ تم کس فکر میں ہو۔ مختلف طریقوں سے تمہاری جایدادوں پر ہاتھ پھیرنا شروع ہو گیا ہے۔ جیسے بہشتی مقبرہ۔ آپ کو نماز روزہ کی چنداں ضرورت نہیں رہی۔ کیونکہ مقبوضہ جایداد کا ۱/۱۰ حصہ انجمن کو دیدو اور پس ماندگان کو وصیت کر دو کہ بعد میری وفات کے جس طرح ہو سکے بہشتی مقبرہ میں دفن کرو۔ تو پھر آپ بہشتی ہیں۔ کیا یہ مسئلہ عیسائیوں کے کفارہ کے مسئلہ سے کم ہے۔ اگر وقف بنام انجمن کر دی جاوے تو بہشت کا ٹکٹ مل جاتا ہے۔ یہ بات کہدینی سہل ہے کہ یہاں بہشتی ہی دفن ہونگے۔ اگر کسی گنہگار کو دفن کیا جاوے۔ اگر وہ زمین اس کی لاش کو قبول نہ کرے تو البتہ قابل تسلیم ہو سکتا ہے۔

جواب وباللہ التوفیق۔ معترض نے پہلے چندہ پر مضحکہ اڑایا ہے۔ اس کا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے انا کفیناک المستھزئین [۱] (ان تحقیر کرنے والوں کے ہم ہی تجھے کافی ہیں) چندوں پر مضحکہ اڑانا یہ کوئی نئی بات نہیں یہ سنت بھی ان کے پہلے بھائیوں کی ہے۔ کذالک قال الذین من قبلھم مثل قولھم تشابھت قلوبھم [۱] (جو ان سے پہلے تھے انہوں نے بھی ایسا کہا ان کے دل ایک دوسرے کے مشابہ ہیں)۔ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے جن کا ذکر ہے۔ الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات .... والذین لا یجدون الا جھدھم فیسخرون منھم سخر اللہ منھم ولھم عذاب الیم استغفر لھم او لا تستغفر لھم ان تستغفر لھم سبعین مرۃ فلن یغفر اللہ لھم [۱۰] (جو لوگ طعن کرتے ہیں بڑھکر صدقہ دینے والے مومنوں کو اور محنت سے کما کر دینے والوں کو وہ مومنوں سے مخول کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہنسی مخول کی سزا دیگا ان کو دکھ کی مار

[۴] عَلَمٌ زبر ع ولام کے ساتھ بمعنی علامت ہے۔

ہوگی۔ ان کے لئے معافی مانگ یا نہ مانگ اگر ستر دفعہ بھی تو ان کے لئے معافی مانگے گا اللہ تعالیٰ ان کو معافی نہ دیگا۔ معترض تو ۱/۱۰ پر اعتراض کرتا ہے مگر بعض صحابہ نے سارا مال بھی دیدیا جیسے حضرت صدیقؓ نصف مال بھی دیدیا جیسے حضرت فاروقؓ و عبدالرحمن بن عوفؓ۔ اور مزدوری کر کے بھی نصف آمدن دیدی جیسے عاصم بن عدی انصاری دیکھو تفسیر ابن جریر جلد ۱۰ صفحہ ۱۲۱ و ۱۲۴ حالانکہ اس وقت مال و جان دونوں کے خرچ کرنے کے لئے حکم تھا۔ اور آخری زمانہ میں آخرین کے لئے صرف مال خرچ کرنیکا ہی حکم ہے۔ واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم وما تنفقوا من شيء في سبيل الله يوف اليكم ۔ ان موجودہ دشمنوں کے لئے جس قدر تمہاری طاقت ہے تیاری کرو قوت جانی کی اور مالی خرچ بھی کرو، کیا منتے گھوڑے باندھکر تیار رکھو۔ تمہاری اس تیاری مالی جانی سے اللہ جلشانہ اور اس کے رسول کے دشمن کو خوف پیدا ہوگا۔ اور کچھ اور دشمن بھی ہیں ان کے لئے بھی تیار رہو جو ان موجودہ دشمنوں کے سوا ہیں تم ان کو نہیں جانتے اللہ تعالیٰ ان کو جانتا ہے جو مال خرچ کروگے اللہ تعالیٰ کے راہ میں پورا بدلہ اس کا دیا جائیگا۔ آخرین کے ساتھ صرف خرچ ہی بیان فرمایا۔ کیونکہ یہ زمانہ امن کا ہے کوئی کسی کو تلوار سے دکھ نہیں دیتا۔ صرف زبانی مباحثے ہوتے ہیں۔ اس لئے تم بھی مال سے ہی کام لو۔ غرض یہ چندوں کا اعتراض صرف مرزا صاحب پر ہی نہیں رہتا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن مجید پر بلکہ اللہ تعالیٰ پر جا پڑتا ہے۔ اور مضحکہ اڑانے والے کی نسبت مشابہت کفار و منافقین کے ساتھ پیدا ہوتی ہے۔ یہ بھی ایک راستباز کی صداقت کی علامت ہے کہ جیسے اُس کے اعتراض اُسی پر مخصوص نہیں رہتے بلکہ اور راستبازوں پر بھی جا پڑتے ہیں۔ اسی طرح ان کے مخالفوں کی مشابہت بھی اگلے راستبازوں کے مخالفوں کے ساتھ ثابت ہوتی ہے۔ رہا یہ کہ چندہ عیسائیوں کے کفارہ کی طرح ہے۔ سو اس میں معترض یا خود دھوکہ میں ہے یا دھوکہ دینا چاہتا ہے یا اُس نے رسالہ الوصیت نہیں دیکھا جس کی بنا پر یہ عُشر مقبرہ بہشتی کے لئے دیا گیا اس میں ہرگز ہرگز کہیں نہیں لکھا کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے آدمی بہشتی ہو جاتا ہے اور نہ یہ لکھا ہے کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے ضرور مقبرہ بہشتی میں وہ دفن کیا جاویگا بلکہ برخلاف اسکے لکھا ہے۔ غور سے دیکھو چند مقامات رسالہ الوصیت سے بطور نمونہ میں لکھتا ہوں۔ (۱) رسالہ الوصیت مطبوعہ میگزین پریس فروری ۰۸ء صفحہ ۱۵۔ ایک جگہ مجھ دکھلائی گئی اور اُس کا نام مقبرہ بہشتی رکھا گیا اور ظاہر کیا گیا کہ وہ ان برگزیدہ جماعت کے لوگوں کی قبریں ہیں جو بہشتی ہیں۔

کیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہر ایک ۱/۱۰ حصہ دینے والا اس میں مدفون ہوسکیگا بلکہ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ ایسے آدمی کی میت کو یہاں دفن ہونے کا موقع اور توفیق ملیگی جو بہشتی ہوگا نہ یہ کہ ۱/۱۰ حصہ دینے سے اس میں دفن ہوگا یا بہشتی ہو جائیگا۔ چنانچہ آج تک جس قدر لوگ اس میں دفن ہوئے[۴] سوائے دو تین کسی نے بھی وصیت نہیں کی اور نہ قابل وصیت تھی۔ بلکہ مساکین ہی تھے۔

۲۔ صفحہ ۱۵۔ میں دعا کرتا ہوں کہ خدا اس میں برکت دے اور اسی کو بہشتی مقبرہ بنادے اور یہ اُس جماعت کے پاک دل لوگوں کی خوابگاہ ہو جنھوں نے درحقیقت **دین کو دنیا پر مقدم کرلیا**۔ اور دنیا کی محبت چھوڑدی۔ اور خدا کے لئے ہوگئے۔ اور پاک تبدیلی اپنے اندر پیدا کرلی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی طرح وفاداری اور صدق کا نمونہ دکھلایا آمین یارب العالمین۔

پھر میں دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر خدا اس زمین کو میری جماعت میں سے ان پاک دلوں کی قبریں بنا جو فی الواقعہ تیرے لئے ہوچکے اور دنیا کے اغراض کی ملونی... ان کے کاروبار میں نہیں آمین یارب العالمین۔

اور پھر میں تیسری دفعہ دعا کرتا ہوں کہ اے میرے قادر کریم اے خدائے غفور رحیم تو صرف اُن لوگوں کو اس جگہ قبروں کی جگہ دے جو تیرے اس فرستادہ پر سچا ایمان رکھتے ہیں اور کوئی نفاق اور غرض نفسانی اور بدظنی اپنے اندر نہیں رکھتے اور جیسا کہ حق ایمان اور اطاعت کا ہے بجالاتے ہیں اور تیرے لئے اور تیری راہ میں اپنے دلوں میں جان فدا کرچکے ہیں جن سے تو راضی ہے اور جن کو تو جانتا ہے کہ وہ بکلی تیری محبت میں کھوئے گئے اور تیرے فرستادہ سے وفاداری اور پورے ادب اور انشراحی ایمان کے ساتھ محبت اور جانفشانی کا تعلق رکھتے ہیں آمین یارب العالمین۔

صفحہ ۱۶۔ خدا نے میرا دل اپنے وحی خفی سے اس طرف مائل کیا کہ ایسے قبرستان کے لئے ایسی شرائط لگا دیئے جائیں کہ وہی لوگ اس میں داخل ہوسکیں جو اپنے صدق اور کامل راستبازی کی وجہ سے اُن شرائط کے پابند ہوں سو وہ تین شرطیں ہیں اور سب کو بجالانا ہوگا۔

۱۔ اس قبرستان کی زمین موجودہ بطور چندہ کے میں نے اپنی طرف سے دی ہے لیکن اس احاطہ کی تکمیل کے لئے کسی قدر اور زمین خریدی جائے گی جس کی قیمت اندازاً ہزار روپیہ ہوگی اور اس کے خوشنما کرنے کے لئے کچھ درخت لگائے جائینگے اور ایک کنواں لگایا جائیگا اور اس قبرستان سے شمالی طرف بہت پانی ٹھیرا رہتا ہے جو گذرگاہ ہے اس لئے وہاں ایک پل بنایا جائیگا۔ ان متفرق مصارف کے لئے دو ہزار روپیہ درکار ہوگا..... سو پہلی شرط یہ ہے۔ کہ ہر ایک شخص جو اس قبرستان میں مدفون ہونا چاہتا ہے وہ اپنی حیثیت کے لحاظ سے چندہ داخل کرے۔ اگر خدا تعالیٰ نے چاہا تو یہ سلسلہ ہم سب کے بعد بھی جاری رہیگا اس صورت میں ایک انجمن چاہیئے کہ ایسی آمدنی کا روپیہ جو وقتاً فوقتاً جمع ہوتا رہے گا اعلاء کلمہ اسلام اور اشاعت توحید میں خرچ کرتی رہے+

۲۔ دوسری شرط یہ ہے کہ تمام جماعت میں سے اس قبرستان میں وہی مدفون ہوگا جو یہ وصیت کرے کہ اس کی موت کے بعد اس کے تمام ترکہ کا دسواں حصہ حسب ہدایت اس سلسلہ کے اشاعت اسلام اور تبلیغ قرآن میں خرچ ہوگا۔ اور یہ مالی آمدنی ایک بادیانت اور اہل علم انجمن کے سپرد رہے گی۔ اور وہ باہمی مشورہ سے ترقی اسلام و اشاعت علم قرآن و کتب دینیہ اور اس سلسلہ کے واعظوں کے لئے...... خرچ کرینگے.....

اور ہر ایک امر جو مصالح اشاعت اسلام میں داخل ہے..... وہ تمام امور ان اموال سے انجام پذیر ہونگے اگر کوئی شخص وصیت کر کے منکر ہو جائے.... اور گو انجمن نے قبضہ بھی کرلیا ہو تو وہ تمام مال واپس کرنا ہوگا.... کہ خدا کے نزدیک ایسا مال مکروہ اور رد کرنے کے لائق ہے۔ انجمن کو دنیاداری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہوگا+ اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔

صفحہ ۱۷..... دور دراز ملکوں میں اور انجمنیں ہوں وہاں کا وصیت شدہ مال اُسی ملک کے اغراض دینیہ کے لئے خرچ ہو یہ بھی جائز ہوگا۔ ان اموال میں سے ان یتیموں مسکینوں نو مسلموں کا بھی حق ہوگا... جو اس سلسلہ میں داخل ہیں۔

۳۔ شرط یہ ہے کہ اس قبرستان میں دفن ہونے والا متقی ہو اور محرمات سے پرہیز کرتا اور کوئی شرک و بدعت کا کام نہ کرتا ہو۔ سچا اور صاف مسلمان ہو۔

۴۔ شرط یہ ہے کہ ہر ایک صالح جو اس کی کوئی بھی جائداد نہیں اور کوئی مالی خدمت نہیں کرسکتا۔ اگر یہ ثابت ہو کہ وہ دین کے لئے اپنی زندگی وقف رکھتا تھا اور صالح تھا تو وہ اس قبرستان میں دفن ہوسکتا ہے۔ اور ہر ایک بدگو کی بدگوئی پر صبر کریں اور دعا میں لگے رہیں۔

صفحہ ۲۲ نمبر ۱۔ انجمن کے تمام ممبر ایسے ہونگے جو سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوں اور پارسا طبع اور دیانتدار ہوں اور اگر آئندہ کسی کی نسبت یہ محسوس ہوگا کہ وہ پارسا طبع نہیں ہے

۴ جن کی تعداد اس وقت چودہ ہے۔

ہاں وہ صرف اختیار نہیں یا یہ کہ وہ ایک پیالہ زہر اور دنیا کے طوفان اپنے اندر رکھتا ہے۔ تو بلا توقف ایسی شخص کو انجمن سے خارج کرے۔ صفحہ ۱۹۔ مخالف کو بھی مہذب طریق پر اس کی اطلاع دیں ٭٭ یہ مطلب نہیں کہ یہ زمین کسی کو بہشتی کر دیگی بلکہ خدا تعالیٰ کے کلام کا یہ مطلب ہے کہ صرف بہشتی ہی اس میں دفن کیا جائیگا (گویا سے توفیق اور موقع ہی نہیں ملے گا)۔ صفحہ ۲۱ تصریح سے لکھیں کہ وہ اپنی کل جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ اشاعت اغراض سلسلہ احمدیہ کے لئے دیتے ہیں۔

صفحہ ۲۲ نمبر ۷ یاد رہے کہ صرف یہ کافی نہ ہوگا کہ جائیداد منقولہ اور غیر منقولہ کا دسواں حصہ دیا جاوے بلکہ ضروری ہوگا کہ ایسا وصیت کرنے والا جہاں تک اس کے لئے ممکن ہے پابند احکام اسلام ہو اور تقویٰ طہارت کے امور میں کوشش کرنے والا ہو اور مسلمان خدا کو ایک جاننے والا اور اس کے رسول پر سچا ایمان لانے والا ہو اور نیز حقوق عباد غصب کرنے والا نہ ہو۔

انجمن جس کے ہاتھ میں ایسا روپیہ ہوگا اُس کو اختیار نہیں ہوگا کہ بجز اغراض سلسلہ احمدیہ کے کسی اور جگہ وہ روپیہ خرچ کرے اور ان اغراض میں سے سب سے مقدم اشاعت اسلام ہوگی۔

صفحہ ۲۴ عہ ۱۱ اگر کوئی شخص خدا تعالیٰ کی خاص وحی سے رد کیا جائے تو گو وصیت مال بھی پیش کرے تاہم اس قبرستان میں داخل نہیں ہوگا ......

یہ چالیس شرائط مقبرہ بہشتی میں دفن ہونے کی ہیں۔ کیا یہ کفارہ ہے؟ معترض کو چاہیئے کہ صفحہ ۱۱ و صفحہ ۲۵ و صفحہ ۲۶ و صفحہ ۲۷ و صفحہ ۲۸ و صفحہ ۳۵ و صفحہ ۱۹ حاشیہ و صفحہ ۲۴ عہ ۱۹ خصوصاً غور سے پڑھے تاکہ اُس کو معلوم ہو جاوے کہ کفارہ تو بجائے خود ایک مسلمان بدبختی گنہگار بھی باوجود ۱/۱۰ حصہ دینے مقبرہ بہشتی میں داخل نہیں ہو سکتا۔ آپ کے معترض ٹھنڈے دل سے خالی الذہن ہو کر بنظر انصاف غور کریں کیا یہ تدابیر اور شرائط اور احتیاطیں ذرہ بھر بھی کفارہ کے ساتھ مناسبت رکھتی ہیں یا از دست کفارہ سوز ہیں۔ باقی رہا کہ زمین غیر بہشتی کی لاش کو باہر پھینک دے یہ اعتراض کسی وجہ نبی اللہ پر ۴/۳ سے کم نہیں۔ جس کا جواب یہود کو فاخذتکم الصاعقۃ ۱/۶ کے سوا اور کچھ نہ ملا۔

سوال نانواں سالہ نشان پر غور کرو جو آخر اعجاز احمدی کہ کربلا چھوڑا گیا۔

جواب و باللہ التوفیق۔ معترض کو چاہیئے تھا کہ اگر اس کے نزدیک یہ نشان۔ نشان نہیں۔ تو نشان کے علامات سنت اللہ کے موافق قرآن مجید سے پیش کرتا اور پھر ثابت کرتا کہ کتاب اعجاز مسیح اعجاز یا نشان نہیں۔ معترض نے اس اعتراض میں بھی بعینہ وہی یضاھئون قول الذین کفروا من قبل ۱۱/۹ کا نمونہ دکھایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر ۲۷/۸ (جب کبھی کوئی نشان دیکھتے ہیں کہہ دیتے ہیں یہ تو چالاکی ہے جو ہمیشہ ایسے لوگ کرتے چلے آئے ہیں) صم بکم عمی کن لوگوں کو خطاب ملا؟ ایسے ہی لوگوں کو جو برابر نشان پر نشان دیکھتے اور کہتے لولا انزل علیہ آیۃ من ربہ ۱۳/۱ اس پر کیوں کوئی نشان اُسکی رب کی طرف سے نازل نہیں ہوتا۔

کیا یہ تھوڑا نشان ہے کہ ابتدا میں دعوے کیا گیا جو اس کے جواب کا ارادہ کریگا وہ ہلاک یا ذلیل ہوگا ایک نے ارادہ کیا ہلاک ہوا دوسرے نے وہ نوٹ چوری لیکر اپنے نام پر شایع کئے ذلیل ہوا۔ پھر آج تک کسی کو جرات نہ ہوئی کہ اس کا جواب لکھیں

سوال دسواں طاعون کے مقابلہ میں نام رکھا دار الامان۔ آخر روحانی گھر سے بھی خارج ہو کر باغ میں تشریف لے جانا چہ معنے دارد۔

جواب و باللہ التوفیق۔ حضرت امام بسبب طاعون کے باغ میں تشریف نہیں لے گئے تھے بلکہ زلزلہ ۱۴ اپریل ۵ شنبہ کے روز تشریف لے گئے تھے۔ چونکہ اور زلازل کے متعلق وحی ہو چکی تھی اس لحاظ سے باغ میں ہی کچھ عرصہ تک رونق افروز رہے اگر بلحاظ قواعد حفظ صحت طاعون کے لئے بھی تشریف لے جاتے تب بھی کچھ حرج نہ تھا مامورین اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے بہت ڈرنے والے ہوتے ہیں باوجود دعاؤں اور وعدہ ہائے حفظ الٰہی کے ظاہری اسباب کو بھی نہیں چھوڑتے کیونکہ ظاہری اسباب بھی اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ ہی ہیں ربنا ما خلقت ھذا باطلا ۴/۱۱ یہ ظاہری کارخانہ اسباب بھی لغو اور باطل نہیں۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود وعدہ حفاظت و وعدہ فتح روز جنگ احد دو زرہ پہن لیں۔ اسی طرح جب کفار مکہ نے ارادہ قتل کیا باوجود وعدہ حفاظت الٰہی مکہ معظمہ سے تشریف لے گئے پھر اس لحاظ سے کہ کافر تعاقب نہ کریں تین روز غار ثور میں رونق افروز رہے۔ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وعدہ الٰہی پر نعوذ باللہ یقین نہ تھا۔ ضرور یقین تھا اور حق الیقین تھا مگر ظاہری اسباب کو بھی ہاتھ سے نہ دیا تا کہ سنت اللہ ظاہری و باطنی دونوں پر عملدرآمد ہو۔ دوسرا اللہ

تعالیٰ نے مکہ معظمہ کو حرم آمنا فرمایا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے بے امنی کے خوف کے وقت تشریف لے گئے کیا وہ اب حرم آمنا نہ رہا؟ ضرور رہا اور اب تک ہے مگر ایک خاص ضرورت کے لئے وہاں سے جانا ہی مناسب معلوم ہوا۔

تیسرا اگر حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام طاعون کے سبب باغ میں تشریف لیجاتے تو اس سے اول اور اس سے بعد بارہا قادیان میں طاعون پڑا مگر حضرت کبھی باہر تشریف نہیں لے گئے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت بھی طاعون کے لئے تشریف نہیں لے گئے تھے۔

چوتھا۔ لفظ قادیان (جو الہام الٰہی میں ہے) سے خاص حضرت کا دار مراد ہے اسواسطے کہ اس کا اصل نام ہے دار الاسلام۔ قاضی ماجھی کثرت استعمال سے قادی ماجھی رہ گیا پھر صرف قاضی رہ گیا اب بھی عام لوگ صرف قادی ہی کہتے ہیں قادیاں نہیں کہتے۔ حضرت امام کے آباؤ اجداد کے وقت یہاں پانچسو حافظ قرآن ہمیشہ رہتا تھا اور اس ملک میں مولوی عالم دیندار کو قاضی کہتے ہیں چنانچہ اجکل بھی اس ملک میں امام مسجد کو قاضی ہی کہتے ہیں پس معلوم ہوا کہ قاضی یا کادی یا قادیان صرف حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مسکن یا دار کا ہی نام ہے اور اسی کے لئے وعدہ امن کا ہے اور آج تک اتنے عرصہ میں باوجود بار بار طاعون کے ہونے کے اس دار سے ایک چوہا بھی طاعون سے نہیں مرا۔

سوال گیارہواں قادیان کا طاعون سے محفوظ نہ رہنا اور احمدیوں کا پلیگ سے نہ بچنا۔ اگر تاویل کرو تو ثبوت کے لئے یہ شعر ہے۔ کاذبوں کی قریتوں کا حکم ہے طاعون کو۔ صادقوں کو مل گئیں امن و امان کی ڈگریاں۔

جواب سوال نمبر ۱۰ میں بیان کیا گیا کہ جس جگہ کا وعدہ ہے وہ ابتدائے طاعون سے آجتک محفوظ ہے۔ اور میری اس تقریر کا گواہ ایک اور الہام بھی ہے انی احافظ کل من فی الدار۔ لولا الاکرام لھلک المقام۔ جو اس دار میں رہتے ہیں میں سب کی حفاظت کرونگا۔ اگر اس گھر والوں کی عزت کا پاس نہ ہوتا تو [illegible] کی ساری بستی ہلاک کی جاتی مگر صدقہ حضرت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سارے ہلاک نہ ہونگے اور اصل میں لولا الاکرام اور الا الہام تفسیر ہے ایک آیت قرآن کریم کی وان من قریۃ الا نحن مھلکوھا قبل یوم القیامۃ او معذبوھا عذابا شدیدا ۱۵/۶ کیا سے قبل قیامت ایک بڑا عذاب (طاعون) آنے والا ہے بعض بستیوں کو وہ بالکل ہلاک کر دیگا ان میں کوئی بھی نہ بچیگا۔

٭٭ [illegible]

۶ — وہ مقامات جن پر [illegible]

جیسا کہ وقوع آچکا اور آئندہ نہ معلوم کس قدر ہلاکت ہونے والی ہے اور بعض کو عذاب ہوگا اور کچھ بچ بھی رہینگے تو اس الہام میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ بستی بسبب مخالفت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قابل تھی کہ اسکو بالکل ہلاک کیا جاتا مگر بسبب عزت امام علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو بالکل ہلاک نہ کیا جاویگا بلکہ محذوف والی بستیوں کی طرح صرف عذاب ہی اُن پر نازل ہوگا کیا معنے کوئی طاعون وغیرہ سے تباہ ہوگا کوئی بچ جاویگا۔ معترض اگر شعر پر غور کرتا تو یہ اعتراض پیش ہی نہ کرتا کیونکہ اس وقت تک غیر احمدی ہی اس شعر کا مصداق ہو رہے ہیں۔ کتنے احمدی طاعون سے مرے؟ پورا پورا انسان شمار کرسکتا ہے مگر کتنے غیر احمدی مرے؟ اس کا حساب نہیں۔ لاکھوں لاکھوں تک نوبت پہنچی۔ اس طرح تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں کفار کو وعدہ عذاب تلوار دیا گیا تھا جیسے اویلبسکم شیعا ویذیق بعضکم باس بعض ۔ مگر صحابہ بھی جنگوں میں بہت شہید ہوئے کیا صحابہ پر بھی نعوذ باللہ وہ عذاب ہی تھا بلکہ وہ تو شہید ہوئے تھے اور ان کو دربار الٰہی سے سارٹیفکیٹ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربہم یرزقون فرحین بما اٰتٰھم اللہ من فضلہ کا دیا گیا۔ اسی طرح احمدی جو طاعون سے فوت ہوئے وہ بھی شہید ہیں واٰخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

(حکیم فضل دین از قادیان)

خطبہ جمعہ

مسجد اقصیٰ ۱۰ اپریل ۱۹۰۸ء

از حضرت حکیم الامۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ۔ اما بعد اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ قل یایھا الکٰفرون الیٰ اٰخر السورۃ ۔

نماز کے اختتام پر سلام پھیر کر معاً ہی حکم ہے کہ انسان کم از کم تین ۳ بار استغفار پڑھے۔ اور حدیث میں تو یوں بھی آیا ہے کہ ہر نماز کے بعد ۳۳ بار سبحان اللہ ۔ ۳۳ بار الحمد للہ ۔ اور ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے۔ یہ بھی نماز کے بعد کے وظائف میں سے ایک ضروری وظیفہ ہے مگر اس کا ہم انشاء اللہ توفیق ہوئی تو آئندہ کبھی اس کے موقع پر بیان کریں گے۔ سلام پھیرتے ہی معاً تین بار

استغفر اللہ ۔ استغفر اللہ ۔ استغفر اللہ

کہنے کا جو حکم ہے اس میں بھید کیا ہے؟ اور اس کی وجہ کیا ہے؟ اصل بات یہ ہے کہ انسان بڑا کمزور، ناتوان اور سُست ہے۔ علم حقیقی سے بہت دور ہے۔ آہستگی سے ترقی کرسکتا ہے۔ ہم تم تو چیز ہی کیا ہیں۔ اس عظیم الشان انسان علیہ الف الف صلوٰۃ والسلام کی بھی یہ دعا تھی کہ ربّ زدنی علماً۔ تو جب خاتم الانبیاء ۔ افضل البشر صلعم کو بھی علمی ترقی کی ضرورت ہے جو اتقی الناس ۔ اخشی الناس ۔ اعلم الناس ہیں ۔ اور اُن کے متعلق الرحمٰن علم القرآن وارد ہونے کے باوجود بھی اُن کو ترقی علم کی ضرورت ہے تو ما وشما ..... حقیقت ہی کیا رکھتے ہیں ۔ کہ ہم علمی ترقی نہ کریں ۔ اگر میں کہہ دوں کہ مجھے کتابوں کا بہت شوق ہے ۔ اور میرے پاس اللہ کے فضل سے کتابوں کا ذخیرہ بھی تم سب سے بڑھکر موجود ہے اور پھر یہ بھی اللہ کا خاص فضل ہے کہ میں نے اُن سب کو پڑھا ہے اور خوب پڑھا ہے اور مجھے ایک طرح کا حق بھی حاصل ہے کہ ایسا کہہ سکوں ۔ مگر با این ہمہ نہیں کہہ سکتا کہ مجھے علم کی ضرورت نہیں ۔ بلکہ مجھے بھی ترقی علم کی ضرورت ہے اور سخت ضرورت ہے ۔ علم سے میری مراد کوئی دنیوی علم اور ایل ۔ ایل ۔ بی ۔ یا ایل ۔ ایل ۔ ڈی کی ڈگریوں کا حصول مراد نہیں ہے ۔

لا حول ولا قوۃ الا باللہ

بلکہ ایسا تو کبھی میرے وہم وگمان میں بھی نہیں آیا ۔ اور نہ ہی ایسی میری کبھی اپنی ذات یا اپنی اولاد کے واسطے خواہش ہوئی ہے ۔ عام طور پر لوگوں کے دلوں میں آجکل علم سے بھی ظاہری علم مراد لیا گیا ہے اور ہزارہا انسان ایسے موجود ہیں کہ جن کو دن رات یہی تڑپ اور لگن لگی ہوئی ہے کہ کسی طرح وہ بی ۔ اے یا ایم ۔ اے ۔ یا ایل ۔ ایل ۔ بی کی ڈگریاں حاصل کرلیں ۔ ان لوگوں نے اصل میں ان علوم کی دھن ہی چھوڑ دی ہے ۔ جن پر سچے طور پر علم کا لفظ صادق آسکتا ہے ۔ پس ہماری مراد ترقی علم سے

خدا کی رضامندی کے علوم

اور اخلاق فاضلہ سیکھنے کے علوم ۔ وہ علوم جن سے خدا کی عظمت اور جبروت اور قدرت کا علم ہو ۔ اور اس کے صفات ۔ اس کے حسن و احسان کا علم آجاوے غرض وہ کل علوم جن سے تعظیم لامر اللہ اور شفقت علیٰ خلق اللہ کا علم آجاوے مراد ہیں ۔ انسان چونکہ کمزور ہوتا ہے اور اس کا علم اپنے کمال تک نہیں پہنچا ہوتا اور بعض اوقات اپنی کمزوریوں اور سستیوں کی وجہ سے نماز کو کبھی وقت سے بے وقت ۔ کبھی بے توجہی سے پڑھتا ہے ۔ اور کبھی نمازوں میں اس کا خیال کہیں کا کہیں چلا جاتا اور پورا حضور قلب اور خضوع جو نماز کے ضروری ارکان ہیں ان کے ادا کرنے میں سستی ہو جاتی ہے ۔ یا نماز بتربیت نہیں پڑھی جاتی ۔ یا کبھی اصلی لذت اور سرور سے محروم رہ جاتا ہے ۔ اور باریک در باریک وجوہ کے باعث نماز میں کوئی نہ کوئی کمی یا نقص رہ جاتا ہے اس واسطے حکم ہے کہ نماز کا سلام پھیرنے کے ساتھ ہی معاً استغفار پڑھکر اپنی کمزوریوں اور نماز میں اگر کوئی نقص رہ گیا ہے تو اس کی تلافی خدا سے چاہے ۔ اور عرض کرے کہ یا الٰہی اگر میری نماز کسی باریک در باریک کمی یا نقص کی وجہ سے قابل قبول نہیں تو میری کمزوریوں پر پردہ ڈال کر بخشش فرما اور میری عبادت کو قبول فرمالے ۔ ہم تیرے عاجز بندے ہیں ہم تیری اُس

کبریائی ۔ عظمت اور جلال

کو جو تیری ذات پاک کے شایان اور مناسب حال ہے کہاں جان سکتے ہیں ۔ اس واسطے ان کمیوں پر چشم پوشی فرما ۔ اور عفو کر ۔ گذشتہ غلطیوں کو معاف فرما اور آئندہ کے واسطے توفیق عطا فرما کہ ہم تیری عبادت بطریق احسن اور ابلغ کرنے کے لایق ہوں ۔

نماز کی کمی اور نقائص کی تلافی کے واسطے ماثورہ اوراد کے علاوہ ایک مقررہ تعداد رکعات سنن کی بھی ضروری ہے جو کہ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھنے کا حکم دیا ہے ۔ فرائض کی تکمیل کے واسطے سنن کا پڑھنا نہایت ہی ضروری ہے جو لوگ سنتوں کے ادا کرنے میں سستی یا کاہلی کرتے ہیں اُن کو اس طرف توجہ کرنی چاہیئے ۔

میں ہمیشہ اس بات سے ڈرتا رہتا ہوں کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عمل سے کہ آپ ؑ نماز فرائض کے بعد فوراً اندر تشریف لیجاتے ہیں کوئی ٹھوکر کھاوے اور خود بھی فرائض کے بعد فوراً مسجد سے باہر بھاگنے کی کوشش کرے اور ادعیہ ماثورہ اور سنن کی پرواہ نہ کرے ۔ یاد رکھو کہ حضرت اقدس ؑ ان سب باتوں کے پورے پابند ہیں اور اکثر گھر میں نوافل میں بھی لگے رہتے ہیں ۔ بلکہ بعض اوقات آپ ؑ سنن مسجد میں بھی ادا کر لیتے ہیں ۔

غالباً یہی خیال آجاتا ہوگا کہ کوئی ٹھوکر نہ کھائے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ

نماز سے گھر بابرکت ہوجاتے ہیں

چنانچہ میرا خود بھی اسی پر عمل ہے۔ اکثر سنن اور نوافل گھر میں ادا کرتا ہوں مگر اسی خیال سے کہ کسی بیمار دل کو ٹھوکر نہ لگے بعض اوقات مسجد میں بھی ادا کر لیتا ہوں اور خدا سے یہ دعا عرض کرتا ہوں کہ گھر میں تو ہی برکت دے دیجو۔ رسول اکرم صلعم کا عمل بھی اسی طرح پر ہے۔ شام کے نوافل کے متعلق آنحضرت صلعم کا مسجد میں نوافل ادا کرنے کا بھی ایک اثر موجود ہے۔

غرض یہ ہے کہ سنن کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ خواہ گھر میں ہوں اور خواہ مسجد میں۔

قرآن شریف کی بعض چھوٹی چھوٹی سورتیں جن میں چاروں **قل** بھی ہیں۔ نماز میں بھی اور نماز کے بعد کے اوراد و تورہ میں بھی داخل ہیں لہذا ان کے متعلق بھی کسی قدر بیان کردینا ضروری ہے۔ مسلمان انسان میں

غیرت اور حمیت

ہونی چاہیے اور ہر حالت میں لازمی ہے کہ انسان ایماندار بےغیرت ہونے کی حد تک ذلیل نہ ہوجاوے۔ دیکھو حضرت نبی کریم صلعم کی ابتدائی **تیرہ** سالہ مکہ کی زندگی کیسی مشکلات اور مصائب کی زندگی ہے۔ مگر باایں کہ آپ صلعم بالکل تنہا اور کمزور ہیں۔ خدا تعالیٰ آپ صلعم کی زبان سے اہل مکہ کے بڑے بڑے اکابر قریش اور سرداران قوم کو جو اپنے برابر کسی کو دنیا میں سمجھتے ہی نہ تھے یوں خطاب کراتا ہے **قل یاایہا الکفرون** اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُس کمزوری کی حالت میں بھی خدائی تائید اور نصرت کی وجہ سے جو آپ کے شامل حال تھی اور اس کامل اور سچے علم کی وجہ سے جو آپ کو خدا کے وعدوں پر تھا۔ آپ میں ایسی قوت اور غیرت و حمیت موجود تھی کہ آپ تبلیغ احکام الٰہی میں اُن کے سامنے ہرگز ہرگز ذلیل نہ تھے۔ بلکہ آپ کے ساتھ خدا کی خاص نصرت اور

حق کا رعب اور جلال

ہوا کرتا تھا۔ پس اس سے مسلمانوں کو یہ سبق لینا چاہیے کہ حق کے پہنچانے میں ہرگز ہرگز کمزوری نہ دکھائیں۔ اور دینی معاملات میں ایک خاص غیرت اور جوش اور صداقت کے پہنچانے میں سچی حمیت رکھیں۔

کافر کا لفظ عرب کے محاورے میں ایسا نہیں تھا جیسا کہ ہمارے ملک میں کسی کو کافر کہنا گویا آگ لگا دینا ہے۔ وہ لوگ چونکہ اہل زبان تھے خوب جانتے تھے کہ کسی کی بات کو نہ ماننے والا اس کا کافر ہوتا ہے۔ اور ہم چونکہ آپ صلعم کی بات نہیں مانتے اس واسطے آپ صلعم ہمیں اس رنگ میں خطاب کرتے ہیں۔ قرآن شریف میں خود مسلمانوں کی صفت بھی کفر بیان ہوئی ہے جہاں فرمایا ہے کہ **یکفر ون بالطاغوت**۔ معلوم ہو کہ کفر مسلمان کی بھی ایک صفت ہے مگر آج کل ہمارے ملک میں غلط سے غلط بلکہ خطرناک سے خطرناک استعمال میں آیا ہے۔ کسی نے کسی کو کافر کہا اور وہ دست و گریباں ہوا۔

اصل میں کافر کا لفظ دل دکھانے کے واسطے نہیں تھا۔ بلکہ یہ تو ایک واقعہ کا اظہار و بیان تھا۔ وہ لوگ تو اس لفظ اور خطاب کو خوشی سے قبول کرتے تھے۔

قل یاایہا الکفرون

کے معنے ہوئے کہ اے کافرو ہوشیار ہو کر اور توجہ سے میری بات کو سنو۔ **لا اعبد ما تعبدون**۔ میں اُن بتوں کی۔ اُن خیالات کی۔ اُن رسوم و رواج کی اور اُن ظنوں کی فرمانبرداری نہیں کرتا جن کی تم کرتے ہو۔

اُن لوگوں میں اکثر لوگ تو ایسے ہی تھے جو رسم و رواج۔ عادات اور بتوں کی اور ظنوں اور وہموں کی پوجا میں غرق تھے۔ ہاں بعض ایسے بھی تھے کہ جو دہریہ تھے مگر زیادہ حصہ اُن میں سے اول الذکر لوگوں میں سے تھے خدا کو بڑا خدا جانتے تھے۔ اور خدا سے انکار نہ کرتے تھے۔ بعض ایسے بھی کافر تھے جو خدا کو بھی مانتے تھے اور بتوں سے بھی الگ تھے۔ رسم و رواج میں بھی نہ پڑے تھے آں حضرت صلعم کے پاس آنے کو اور آپ کی فرمانبرداری کرنے ہی کو اپنی سرداری کی ہتک جانتے تھے اور ان کے واسطے اُن کا کبر اور بڑائی ہی حجاب اور باعث کفر ہو رہی تھی۔

ولا انتم عابدون ما اعبد۔ اور نہ ہی تم میرے معبود کی عبادت کرتے نظر آتے ہو۔ **ولا انا عابد ما عبدتم**۔ اور نہ ہی میں کبھی تمہاری طرز عبادت میں آؤں گا۔ **ولا انتم عابدون ما اعبد**۔ اور نہ ہی تم اپنے رسم و رواج جتھے اور خیالات اپنے بتوں اور مہنتوں کو چھوڑتے نظر آتے ہو۔ تو اچھا پھر ہمارا تمہارا یوں فیصلہ ہوگا۔ کہ **لکم**

دینکم ولی دین۔ میرے اعمال اور عقاید کا نتیجہ میں پاؤں گا۔ اور تمہارے بدکردار اور عقاید فاسدہ کی سزا تم کو ملے گی۔ پھر اُس وقت پتہ لگ جاویگا کہ کون صادق اور کون کاذب ہے۔ **اس کا جو نتیجہ** نکلا وہ دنیا جانتی ہے۔ ہر ایک نے سن لیا ہوگا کہ آں حضرت صلعم دنیا سے کس حالت میں اُٹھائے گئے۔ اور آپ صلعم کے اتباع کو دنیا میں کیا کچھ اعزاز اور کامیابی نصیب ہوئی اور اور آپ صلعم کے وہ دشمن کہاں گئے اور اُن کا کیا حشر ہوا کسی کو اُن کے ناموں سے بھی واقفیت نہیں۔ پس یہی نمونہ اور مابہ الامتیاز ہمیشہ کے واسطے صادق اور کاذب میں خدا کی طرف سے مقرر ہے۔ فقط

نتیجہ امتحان انٹرنس

مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان دارالامن والامان کے ۱۶ طلباء میں سے جو اس سال امتحان انٹرنس میں شامل ہوئے تھے ۱۲ طالب علم یعنی **عبد العلی**۔ **ولی اللہ شاہ**۔ **عبد الرحمن** امرتسری۔ **محمد صادق**۔ **امجد حسین** بٹالہ۔ **عطا محمد**۔ پاس ہیں۔ اور **تین** لڑکے یعنی گوہر دین۔ خواجہ عبد الرحمن (کشمیری) اور میاں فیض احمد زیر تجویز ہیں۔ ان تینوں لڑکوں کی تمام احمدی احباب کی خدمت میں نہایت الحاح سے التجا ہے کہ اُن کے حق میں دعا کی جاوے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب کرے۔ سنا گیا ہے کہ قریباً ۱۲ فی صدی طلباء اس سال اس امتحان میں کامیاب ہوئے ہیں۔ اس لحاظ سے ہمارا نتیجہ بہت اچھا رہا ہے۔

الاخوان

بخدمت سابق ممبران الاخوان لاہور۔

برادران السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ چونکہ سالانہ رپورٹ جلسہ الاخوان چھپنے والی ہے اور اس میں نئے اور پرانے ممبروں کی فہرست کا اندراج ضروری ہے لہذا میں آپ صاحبان کی خدمت میں بذریعہ الحکم اس امر کی التماس کرتا ہوں کہ سب احباب اپنے اسمائے گرامی مع مفصل پتہ کے میرے پاس بھیجکر بندہ کو ممنون فرماویں۔ والسلام۔

رپورٹ جلسہ احمدیہ تحصیل پھالیہ بمقام مونگ

مونگ تحصیل پھالیہ میں ایک گاؤں ہے۔ جہاں پر تین چار کس غریب احمدی رہتے ہیں اور مخالفین کی بیجا زیادتیوں اور سختیوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں چنانچہ کچھ عرصہ ہوا۔ کہ ان میں سے میاں عبداللہ صاحب مہاجر جو بلحاظ اپنے تقوی وطہارت اور خشیۃ اللہ کے تحصیل پھالیہ کی جماعت میں ایک واجب التقلید نمونہ ہیں وہ یہاں کے ناہنجار ملانوں اور جاہل مخالفوں سے تنگ آکر اور ہجرت کرکے دارالامن والامان قادیان شریف میں اپنے پیارے آقا امام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں میں جا پناہ گزین ہوئے ہیں اور دو تین آدمی احمدی جو باقی رہ گئے ہیں وہ موافق فرمودہ حضرت اقدس پورے استقلال سے مخالفین کی بیجا سختیوں کے نشانہ بنے رہکر اور ہر طرح کی تعدیوں کی پرواہ نہ کرکے امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تسلیم کو دستور العمل رکھا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی ایسے ہی استقامت اور ایمانی طاقت بخشے۔ آمین

عرصہ تخمیناً دو سال سے ضلع گوجرات میں جلسوں کی بنیاد قائم ہوگئی ہے اور جیسا کہ اخبار الحکم و بدر میں اس ضلع کی گذشتہ احمدی جلسوں کی رپورٹیں شایع ہو چکی ہیں ہر ایک جلسہ میں موضع مونگ کے یہ احمدی شامل ہوتے رہے ہیں۔ گذشتہ جلسہ میں جو مقام ہیلاں میں ہوا تھا۔ یہ بھی خواستگار ہوئے کہ آیندہ جلسہ میں قرب وجوار کے بھائی مونگ میں جمع ہوں۔ چنانچہ اونکی درخواست کے بموجب ۲۳ر اگست ۱۹۰۷ء مقرر ہوئی۔ ان احمدیوں نے واپس مونگ جاکر اعلان کر دیا اور مخالفین کے مقتدا شکم پرست ملانوں کو اسبات کیطرف دعوت دی کہ ہم کو جو تم ہمیشہ طرح طرح کے الزام سے بدنام کرتے حضرت امامنا مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں دیدہ ودانستہ ناشایستہ اور برے الفاظ استعمال کرتے اور یہ کہتے ہو کہ تم نے نیا دین اور مذہب اختیار کر لیا ہے۔ آؤ اب فیصلہ کا وقت آگیا ہے۔ ہم نے اسی نیت سے اپنے احمدی بھائیوں کو بلا کر جلسہ کا انتظام کیا ہے۔ ہمارے مولویصاحب بھی آویں گے طرفین کی بحث کرنے پر حق اور باطل میں امتیاز ہو جاویگا۔ اور ہم تمہارے روز بروز کے مظالم سے خلاصی پاکر آزادی سے عبادات الٰہیہ کو بجا لانے کے قابل ہو جاویں گے۔ . . . .

. . . . مگر مخالفین ملانوں پر ایسا رعب غالب ہوا کہ سکوت کی مہر ان کے منہ پر لگ گئی ادہر ادہر جھانکنے لگے۔ آخر جب جلسہ مذکور کی تاریخ قریب آگئی تو یہ ملانے مارے خوف کے دو تین یوم پہلے ہی ایسے بھاگے جیسے گدھے کے سر سے سینگ۔ غرضیکہ بمنطوق آیۃ کریمہ قد جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا ہر سہ ملا جو الگ الگ مسجدوں کے امام تھے گاؤں کے لوگوں کے پاس کوئی نہ کوئی عذر تراشکر کافور ہوگئے تینوں مسجدوں میں جمعہ ہوا کرتا تھا بسبب امام نہ ہونے کے جمعہ پڑھنا تو برکنار رہا۔ احمدی رعب انپر ایسا غالب آیا کہ جبتک احمدی جماعت مونگ میں مقیم رہی کسی نے اذان تک بھی نہ کہی۔

۸ بجے صبح تک چک سکندر۔ چک باسریاں۔ لالہ موسیٰ رسول۔ گوڑہا۔ رجوعہ۔ ہیلاں۔ اور اٹل وغیرہ جگہوں سے احباب جمع ہوگئے تقریباً پچاس آدمیوں کی تعداد ہوگئی۔ جماعت مونگ اگرچہ نہایت قلیل اور غریب تھی صرف تین ہی آدمی تھے مگر جیسا کہ انہوں نے مہمانوں کا خیر مقدم اور مہمانداری کے فرائض کو بوجہ احسن ادا کیا وہ نہایت ہی قابل رشک نمونہ ہے اور اس سے انکی ایمانی طاقت کا پتہ لگتا تھا کہ کس طرح خدا کے پیارے اور معطر مسیح نے لوگوں کے دلوں کو خدا کی راہ میں مسخر کر دکھایا ہے خرچ نہایت فراخدلی اور حوصلہ سے کیا گیا۔ غرضیکہ مہمانوں کی مدارات بہت سے بڑھ چڑھ کر کیگئی جزاہم اللہ۔

مولوی غلام رسول صاحب احمدی راجیکے سے احمدی دنیا بخوبی واقف ہے کہ کس دل ودماغ کے وہ آدمی ہیں۔ ان کے ساتھ ناظرین کو انٹروڈیوس کرانے کی ضرورت نہیں۔ جمعہ سے پہلے جو تقریر ہوئی وہ مولویصاحب موصوف نے بیان فرمائی۔ یہ تقریر بلحاظ اعلیٰ استدلال اور شستگی بیان وجامعیت کے نہایت قابل قدر تھی دوران تقریر میں مخالفین کی اچھی خاصی تعداد تھی سب لوگ بہت آرام سے تقریر سنتے رہے یہ تقریر نہایت موثر تھی۔

جمعہ کا خطبہ بھی مولویصاحب موصوف نے پڑھا قرآن کریم کے معارف اور نکات نہایت خوبی سے بتلائے گئے۔ بعد از نماز جمعہ میرے مخدوم و مکرم مولوی مہرالدین صاحب سکنہ لالہ موسے تقریر کے لئے کھڑے ہوئے مولوی صاحب پنجابی زبان میں نہایت عمدہ ملکہ رکھتے ہیں اور مثالیں دے دے کر نفس مضمون سامعین کے دلوں پر اچھی طرح سے منقش کر دیتے ہیں انہوں نے وفات مسیح علیہ السلام پر تقریر شروع کی گاؤں کے لوگ بھی ساٹھ ستر کے قریب سامعین تھے۔ ابھی ایک ڈیڑھ گھنٹہ تک ہی وعظ ہوا تھا کہ بعض مفسد اور شریر جو اس تقریر میں شامل تھے بعد میں معلوم ہوا کہ وہ یہ مشورہ ٹھانکر آئے تھے کہ شاید ان احمدی لوگوں کا وعظ سنکر کچھ لوگ مرزائی ہو جاویں چلو شور کریں اور وعظ نہ ہونے دیں چنانچہ ایسا ہی ہوا اونکو خاموش کرنے کے لئے مولوی غلام رسول صاحب دوبارہ کھڑے ہوئے مگر چونکہ ان جہلوں کا مطلب اور ہی تھا حق جوئی نہ تھا۔ اس لئے نماز عصر تک یہی شور وغل رہا تقریر ناتمام رہی کہ وقت عصر ہوگیا نماز عصر پڑھکر لوگ ادہر ادہر چلے گئے نماز مغرب کے بعد کھانا اور پھر عشاء کی نماز کوٹھے پر ادا کیگئی۔ مصلحت وقت کے لحاظ سے مولوی غلام رسول صاحب نے فرمایا کہ اس وقت تمام گاؤں میں سکوت ہے اذان عشاء اور قرأت بلند آواز اور خوش الحانی سے ہونی چاہئے تاکہ سب مستورات اور مرد مان مخالفین جو اس وقت کوٹھوں پر ہیں سنیں۔ شاید کوئی سعید روح ہدایت پا جاوے۔ مولویصاحب کا یہ خیال فراست ایمانی تھی جو غیبی طاقت بنکر گویا اونکی زبان سے بول رہی تھی کہ ایسا ہونا چاہئے مولوی فضل الرحمان ہیلانی نے اذان عشاء اور قرأت بلند آواز اور خوش الحانی سے پڑھی اذان اور قرأت سنکر سامعین کے دلوں پر پورا پورا اثر ہوا۔ جب نماز سے فارغ ہوگئے تو گاؤں کے باشندے دو اڑہائی سو کے قریب جمع ہوگئے۔ اونہوں نے درخواست کی ہم کو وعظ سناؤ۔ عقاید بتلاؤ۔ ہم صرف حق جوئی کے لئے آئے ہیں۔ مولوی غلام رسول صاحب نے اون کی درخواست منظور کرکے سورہ کوثر پڑھکر تقریر شروع کی۔ اسی ضمن میں سب پہلو جنمیں لوگ شک وشبہات کیا کرتے اور اعتراض کرتے ہیں کھول کھول کر بیان فرمائے۔ سبحان اللہ وبحمدہ یہ تقریر ایسی موثر اور کشش قلوب کا باعث ہوئی کہ ۱۲ بجے رات تک نہایت سکون اور توجہ سے لوگوں نے وعظ سنا۔ آخر ایک شخص مسمی میرا جو پہلے احمدیاں مونگ کا نہایت مخالف اور ایذارسان تھا اور ہر ایک تکلیف دہی میں سابق اور سرگروہ تھا وہ بول اٹھا کہ بس مولویصاحب جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے ہم سب نے اچھی طرح سنا۔ جو لوگ حضرت مرزا صاحب کی بدگوئی کرتے ہیں جھوٹے ہیں۔ آپ لوگوں کی نماز وعظ اور عقاید نہایت ہی عمدہ ہیں۔ آپ کا وعظ سنکر ہم لوگ بہت خوش ہوئے۔ جزاک اللہ لیکن آپ نے دوران وعظ میں ارشاد فرمایا تھا۔ کہ لیکھرام پشاوری کو گویا کسی فرشتہ نے پیشگوئی امام کے مطابق قتل کیا تھا یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آئی یا شاید آپ نے غلطی کھائی۔ مولویصاحب ابھی جواب دینے کو ہی تھے کہ اونہیں سے ایک دوسرا آدمی بول اوٹھا کہ قبل اس کے کہ مولویصاحب جواب دیں میرا جواب سن لو۔ اور وہ یہ ہے کہ جب حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تلوار کا جواب تلوار سے دیا اور سیکڑوں کفار کو واصل جہنم کیا تو مرزا صاحب کا دعویٰ بھی اونہیں کی خلافت کا ہے تو اگر ایک کافر بے ایمان دشمن رسول صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مرزا صاحب کی دعا یا پیشگوئی سے قتل ہوگیا تو یہ خوشی کا مقام ہے نہ کہ محل اعتراض غرضیکہ اس تقریر نے لوگوں کے دلونکی گرہیں کھولیں اور وہ ایک حد تک حضرت مرزا صاحب کے دعویٰ کو مان گئے۔ مولوی غلام رسول صاحب موصوف اور حافظ غلام رسول صاحب وزیرآبادی کی خدمت میں نہایت ادب سے ہماری درخواست ہے کہ جب تخم ریزی ہو چکی ہے اگر آبپاشی اور گوڈی کیخاطر ایک دو دفعہ مونگ میں تشریف لیجاویں تو یقین کامل ہے کہ یہ پودے نہایت عمدہ صورت میں نشوونما پا جاوینگے۔

پھر اسبات کا نہایت افسوس ہے کہ جناب ملک مولا بخش صاحب سکرٹری ضلع اور حافظ صاحب وزیرآبادی بسبب علالت طبع اس جلسہ میں شریک نہ ہوسکے آیندہ جلسہ کی ابھی کوئی جگہ اور تاریخ مقرر نہیں ہوئی غالباً ماہ شعبان میں موضع اٹل میں جلسہ منعقد ہوگا فیصلہ ہونے پر

انوار احمدیہ مشین پریس قادیان دارالامان میں شیخ یعقوب علی مالک کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا